IRRP | WORLD JOURNALS
e-ISSN: 2790-8208
p-ISSN: 2790-8194

TANAZUR (Research Journal)
Volume 05, Issue 02, April-June 2024
Published by: IRRP, PAKISTAN
URL: www.tanazur.com.pk

Ref. TRJ/mdp/2024/05-02

اخلاقی روحانی تربیت کی ضرورت واہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں

The Need And Importance Of Moral And Spiritual Training In The Light Of Quran And Sunnah

Author (S)	1. **Wajid Irshad** 2. **Hafiz Umar Farooq Buzmi** 3. **Sahar Zafar**
Affiliation	1. Phd Scholar Gift University Gujranwala. wajid.babber018@gmail.com 2. Ph.D.Scholar,Department Of Islamic Studies ,Riphah International University Faisalabad. umarbuzmicci@gmail.com 3. M.phil scholar, Department of Islamic Studies University Of Education Lahore. saharzafar006@gmail.com
Citation:	*Wajid Irshad, Hafiz Umar Farooq Buzmi and Sahar Zafar* (2024). اخلاقی روحانی تربیت کی ضرورت واہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں – The Need And Importance Of Moral And Spiritual Training In The Light Of Quran And Sunnah. *Tanazur*, *5*(2), 247-278.

Received: 18/05/2024
Reviewed: 19/05/2024
Accepted: 20/05/2024
Published: 21/05/2024

https://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/article/view/215

Author(s) declared no conflict of interest

Licensing:

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TANAZUR-RJ0080PAK
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
HJRS
GENERAL IMPACT FACTOR
ADVANCED SCIENCE INDEX
ESJI www.ESJIndex.org

TANAZUR (Research Journal)
e-ISSN: 2790-8208 p-ISSN: 2790-8194
Volume 05, Issue 02, April-June 2024

اخلاقی روحانی تربیت کی ضرورت واہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں

The Need And Importance Of Moral And Spiritual Training In The Light Of Quran And Sunnah

واجد ارشاد[1] حافظ عمر فاروق بزمی[2] سحر ظفر[3]

ABSTRACT:

Islam is not spread by the force of the sword, but on the basis of good character, the good character on which our master, peace and blessings be upon him, holds the position of the highest rank of Rahmatul Ulamain Basheer and Nazir, the rank of Rafi. He was a personality. When the disbelievers met the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) because of their enmity, they became enslaved by the good nature of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). Even if it is stoning of the naughty children of Quraysh and you don't say anything to them. Either the woman who used to throw garbage at you or those who made the road thorny in Makkah were so impressed by the high morals of the Prophet ﷺ that they believed in him. There were also great Sufis whose good character spread Islam in the Indian subcontinent. People like Khwaja Syed Mir Gisu Daraz, Khwaja Chirag Dehlavi, Majdad Al-Thani, and many other Sufis who are virtuous, were influenced by their morals and accepted Islam.

Keywords: Quran, Sunnah, Taribiyah, Spirituality, Significance

تمہید:

اسلام زورِ تلوار نہیں بلکہ حُسن خلق کی بنا پر پھیلا وہ حُسن خلق جس پر ہمارے آقا ﷺ دوجہان اعلیٰ مرتبت رحمت اللعالمین بشیر ونذیراً درجہ رفیع کے مقام پر فائز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حُسن خلق، تشنگی، شفقت ومحبت سے بھرپور کامل ترین شخصیت تھے۔ کفار جب کبھی اپنی صفتِ دشمنی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

1 پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

2 پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

3 ایم فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

حسن خلق سے گرویدہ غلام ہو جاتے تھے آپ رحمت اللعالمین حُسن خلق محبت وشفقت کی اعلی مثال تھے۔ چاہے وہ قریش کے شرارتی بچوں کا پتھر مارنا اور آپ کا انہیں کچھ نہ کہنا۔ یا وہ عورت جو آپ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی یا وہ مکہ میں راستے کو کانٹے دار بنانے والے آپ ﷺ کے اخلاق اعلی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ پر ایمان لے آئے۔ نبی پاک ﷺ کے بعد صحابہ کرام، تبع تابعین، کے بعد ایک دور صوفیاء عظام کا بھی آیا جس کے حسن خلق سے برصغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلا۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، فرید الدین گنج شکرؒ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، نظام الدین اولیاءؒ، شاہ رکن عالمؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، خواجہ سید میر گیسو درازؒ، خواجہ چراغ دہلویؒ، مجدد الف ثانیؒ، جیسی شخصیات اور ان کے علاوہ بہت سے صوفیاء کرام صالحات بھی ہیں کے ان سب کے اخلاق سے متاثر ہو کر لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

اخلاق کے معنی:

اخلاقیات کے مفہوم و معنیٰ کو سمجھنے کے لئے ہم اردو انگلش عربی اور فارسی کی ڈکشنری سے لغات سے معنی اور مفہوم کا استعمال دیکھیں گی اور ان سے جو پہلو سامنے آئیں گے ان کو واضح کریں گے۔

اخلاق کے معنیٰ مختلف لغات کی روشنی میں:

لسان العرب میں اخلاقیات کے معنی مذکور ہیں:

لسان العرب میں اخلاقیات کے مادہ کے الفاظ (خ ل ق) کے ذیل میں یوں لکھا ہے:

1. فطرت
2. الخالقة
3. الفطرة
4. عادات وخصلت

”الخلق بضم اللام وسكونها: وهو الدين والطبع والسجية، وحقيقته أنه لصورة الإنسان الباطنة وهى نفسه وأوصافها ومعانيها المختصة بها بمنزلة الخلق لصورته الظاهرة وأوصافها ومعانيها، ولهما أوصاف حسنة وقبيحة، والثواب والعقاب يتعلقان بأوصاف الصورة الباطنة أكثر مما يتعلقان بأوصاف الصورة الظاهرة“(4)

تاج العروس میں اخلاقیات کے معنی مذکور ہیں:

تاج العروس میں مصنف نے اخلاقیات کے مادہ کے الفاظ (خ ل ق) کی تشریح یوں بیان کی ہے۔

”طبیعت،عادت: الخلق، بالضم، وبضمتين: السجية، وهو ما خلق عليه من الطبع

[4] ۔ لسان العرب، ءابن منظورء، (س-ن)، بیروت، دار صادر ج10ء ص86-87ء ۔

اخلاق الخلق: المروءة، والخلق: الدين وفي التنزيل: (وإنك لعلى خلق عظيم) والجمع أخلاق، لا يكسر على غير ذلك"(5)

المنجد عربی اردو لغت کی روشنی میں:

درج ذیل میں اخلاق کے مختلف معنی و مفہوم کو المنجد سے لیا گیا ہے

- **"خلقه:** پیدا کرنا عدم سے وجود میں لانا،
- **خلق:** چکن و نرم ہونا
- **اخلاق:** علم الاخلاق حکمت عملیہ کی ایک قسم کا نام ہے جس کو حکمت خلقیہ کیا کہتے ہیں۔"(6)

اخلاقیات کے معنی مذکورہ بالا تفصیل میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ **صاحب جامع نسیم اللغات لکھتے ہیں:**

"اخلاق خلق کی جمع عادتیں خصائل انسانیت ملنساری مروت ملنے جلنے کا مہذب طریقہ وہ علم جس میں تہذیب نفس تدبیر منزل اور سیاست ملکی اصول بیان کیے جاتے ہیں۔ اخلاقیات وہ باتیں ہیں جو اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں"(7)

المعجم اردو عربی بیان کرتے ہیں:

- "اخلاق — خلق جمع اخلاق
- اخلاق خراب کرنا — فساد الخلق
- اخلاق درست کرنا — تحسین الاخلاق
- اخلاقی معیار — معیار الخلق
- اخلاقی — خلقی، ادبی اخلاقی
- اخلاقی قدریں — القیم الخلاقیہ۔"(8)

تعلیم و تعلم کا وہ شعبہ جس کے ذریعے اخلاقی تربیت دی جاتی ہے ۔ فیروز اللغات میں اخلاقیات کے معنی کو مصنف یوں تحریر کرتا ہے:

"اخلاق: (اخ۔لاق) (ع۔ا۔مذ) خُلق کی جمع

1. پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں

---

5 ۔ الزبیدی، مرتضی الحسین، (1969)، تاج العروس، ج25ء ص257-258ء مطبعۃ حکومت الکویت ء۔

6 ۔ الیسوعی، لوئیس معلوف، (1943)، المنجد، ص:292 ۔

7 ۔ امروہی، سید قاسم، رضا، (1996ء)، جامع النسیم اللغات، ص:48 ۔

8 ۔ روحی، ایم۔اے، جناح، (1995ء)، المعجم (اردو عربی) لغت، ص:52۔

2. خوش خوئی، اچھا برتاؤ، ملن ساری، کشادہ پیشانی، خاطر مدارت، آؤ بھگت

- اخلاق حسنہ عمدہ عادتیں
- اخلاق سوز شرافت کے منافی کام بے حیائی اور بے شرمی کی عادت
- اخلاق معاشرہ باہم مل جل کر رہنے سہنے کے آداب
- اخلاق فاضلہ اچھی عادات
- اخلاقیات (اَخ-لا قِیات) اخلاق۔ علم الاخلاق
- اَخلاقیت معیار اخلاق اخلاقی اصولوں کا برتاؤ،،(9)

مذکورہ بالا میں اخلاقیات کے معنی کو یوں تحریر کیا ہے۔

انگریزی لغت میں سے اخلاق کی معنی لیے گئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

"حکمت :Moral
ادبی :Moralise
ادبیات واخلاقیت : Morally
(10)"Morals : آداب وصفات

مذکورہ بالا میں انگریزی میں لغت اخلاقیات کے معنی کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

القاموس المدرسی عربی انگریزی کی روشنی میں اخلاق کے معنی: اخلاق کے وہ معنی جو القاموس میں ذکر کیے گئے ہیں۔

"اخلاق وعادات :Manners Morals
خلق : Temper Nature"(11)

مختلف لغات میں سے اخلاق کے جس معنی ومفہوم پر اہل لغات کا اتفاق ہے وہ یہ ہیں عمدہ صورت، حسن خلق، اچھی عادات

---

9 ۔ فیروز الدین، (س-ن)، فیروز اللغات (اردو) ص:460 ۔

10 ۔ پورٹر، جون ورئبات وحارقی، (1994ء)، القاموس انگریزی، ص:992 ۔

11 ۔ ولیم، طمسسن ورئبات، (1994ء)، القاموس (عربی انگریزی)، ص:119 ۔

اخلاق کے اصطلاحی معنی:

اخلاق کے اصطلاحی معنی پختگی کے ہیں پختہ عادات کو اخلاق کہا جاتا ہے۔ کسی وقتی عمل یا اتفاقیہ عمل کو اخلاق نہیں کہتے بلکہ اخلاق انسان کی اس دائمی عمل و خصلت کا نام ہے جو کہ بغیر کسی تفکر کے نتیجتاً عمل میں آئے مثال کے طور پر جب آپ سے کوئی ملے تو آپ اُسے کیسے ملتے ہیں چاہے وہ آپ کا دوست ہو یا دشمن۔ اگر ہم جدید دور کہ معاشرے کی بات کریں تو معاشرے میں قائم کردہ بعض اصولوں کی پابندی اخلاق ہیں۔ اخلاق کے اصطلاحی معنی شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے، حضرت علی نے حسن خلق کے بارے میں فرمایا: "تین خصلتیں حسن خلق کی علامت ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. محارم سے اجتناب
2. حلال کی ہے طلب
3. اہل وعیال پر زیادہ خرچ کرنا۔" (12)

درج ذیل اقوال کے مطابق اچھا اخلاق اس انسان کا ہے جس میں یہ تین خصلتیں موجود ہ حضرت حسن بصری اس نے خلق کے متعلق فرماتے ہیں:

"ایک دوسرے سے خوش اسلوبی سے ملنا اور دوسروں کو ایذا رسانی سے بچانا" (13)

یہ قول واضح اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حسن خلق یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے نہایت عمدہ شفقت و محبت اور احسن طریقے سے ملا جائے اور ایسی بات نہ کی جائے جس کسی کی دل آزاری ہو اور جس حد تک ہو سکے دوسروں کو تکلیف سے بچایا جائے یہ بھی حسن خلق کی ایک صفت ہے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے فرمایا:

> "اخلاق کی دو اقسام ہیں ایک اللہ کے ساتھ اخلاق دوسرا مخلوق کے ساتھ اخلاق اللہ کے ساتھ اخلاق یہ ہے کہ بندہ اللہ کی رضا پر راضی ہو اور مخلوق کے ساتھ اخلاق یہ ہے کہ مخلوق کی طرف سے اس کو جو پریشانی رنج و غم لاحق ہو اس کو برداشت کرے اور دل میں ذرا برابر ملال یا پریشانی نہ لائے" (14)

[12] ۔ سیوہاری، حفظ الرحمان، (1972ء)، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، لاہور، مکتبہ رحمانیہ ص:512 ۔

[13] ۔ بخاری، تنویر احمد، (س۔ن)، اسلامی اخلاق کا تصور، ص:10 ۔

[14] ۔ ہجویری، علی بن عثمان، (س۔ن)، کشف المحجوب، مترجم: محمد الطاف فیروبی، ص:67 ۔

آپؒ کے اس قول مبارک سے واضح ہورہا ہے مخلوق کو اللہ کی رضا پر راضی ہونا چاہیے اور اور بندے کی گئی ناانصافی تکلیف کو اللہ کی رضا کی خاطر معاف کر دینا چاہیے۔ڈاکٹر علامہ طاہر القادری اپنی کتاب **"اسلامی تربیتی نصاب"** میں **"حضرت شاہ ولی اللہ"** کا حسن خلق کے متعلق قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"خلق انسان کی اس کیفیت کا نام ہے جو کہ اس کی طبیعت کے مختلف اوصاف و کمالات کو جدوجہد کر کے اپنی طرف راجع کرے۔"(15)

یہ عبارت ثابت کرتی ہے کہ انسان اپنے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کو نکھارتا اور ابھارتا ہے پھر دوسروں کی مدد کرتا ہے جس سے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی نے حسن خلق کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

چار چیزیں حسن خلق ہیں۔

1. سخاوت
2. الفت
3. خیر خواہی
4. شفقت "(16)

مذکورہ بالا درج ذیل چار چیزوں کی وضاحت کرتی ہیں کہ جس شخص میں یہ چار صفات ہوں وہ حسن خلق کا نمونہ ہے۔ڈاکٹر محمد طاہر القادری فرماتے کہ:

"اخلاق سے مراد اچھی عادتیں جن کو اپنا کر بندہ خدائی بارگاہ میں مقرب بن جاتا ہے۔"(17)

شیخ الاسلام کا یہ قول وضاحت کرتا ہے جس شخص کے اندر اچھے اخلاق کی اعلی صفات پائی جاتی ہیں وہ خود اپنے رب کی بارگاہ میں بہت قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔اخلاق کے لغوی ور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد اخلاق واز روئے قرآن بیان کیا گیا ہے۔

اخلاق واز روئے قرآن:

قرآن پاک کی متعدد آیات سے حسن خلق کی تعلیم کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ"(18)

---

15 ۔ قادری، محمد طاہر، (2001ء)، اسلامی تربیتی نصاب، ج:2، ص:182 ۔

16 ۔ اخلاق اور فلسفہ اخلاق، ص512 ۔

17 ۔ قادری، محمد طاہر، (2001ء)، حسن اخلاق، ص:14 ۔

18 ۔ القرآن 4:68 ۔

"اور بے شک العظیم الشان خلق پر قائم ہیں"

انسان اپنی تخلیق کے ساتھ پوشیدہ اور خلق کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے بندے کے مناقب میں سب سے زیادہ فضیلت کا باعث اخلاق ہیں ارشاد ربانی ہے:

"وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ"(19)

"اور اپنے ہر و باطنی لباس کو اچھی طرح پاک رکھو۔"

اس آیت میں لباس سے مراد یہ لیا گیاہے کہ ہر وہ چیز جس سے آپ کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا ہو اسے پاک رکھیں چاہے وہ ظاہری لباس ہو یا باطنی، باطنی لباس سے مراد حسن خلق ہے۔ ارشار باری تعالیٰ ہے:

"وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ "(20)

"اور اس سے اپنی تمام تر ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں"

اس آیت مبارکہ میں ظاہری نعمتوں سے مراد اچھی صورت لیا گیاہے اور باطنی نعمتوں سے مراد تطہیر اخلاق ہے۔ خلق وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کے لیے اس ارشاد گرامی سے پسند فرمایا:

"خُذِ الْعَفْوَ"(21)

"اے حبیب مکرم آپ درگزر کیجیے اور بھلائی کا حکم دیتے رہے۔"

اس آیت مبارکہ میں صبر و تحمل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر تم کسی کو نیکی کی طرف دعوت دو اور وہ نہ آئے تو متنفر نہ ہو جاؤ دل برداشتہ نا ہو اور نیکی کی دعوت دیتے رہو۔ یہ بھی حسن خلق کی ایک نشانی ہے۔ ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت فرمایا ہے

"الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"(22)

"یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں غصہ میں ضبط کرنے والے ہیں اور اللہ پسند فرماتا ہے نیکوکاروں کو۔"

مندرجہ بالا آیت میں اللہ اور مخلوق کے ساتھ اخلاق کو یکجا کرکے بیان کیا گیاہے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مشکل حالات میں اللہ رب العزت کے دیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جب انہیں حدود سے تجاوز کرکر مال سے نوازا جاتا ہے تو وہ پھر

---

[19] ۔القرآن 4:74 ۔

[20] ۔القرآن 20:31۔

[21] ۔القرآن 199:7 ۔

[22] ۔القرآن 134:3 ۔

بے بہا اپنے رب کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اور غصے کی حالت میں قابو پاتے ہیں لوگوں کو ضرر پہنچانے سے باز رہتے ہیں اور غلطیوں کو درگزر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند فرماتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے بے شک محسنین کا شمار اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندوں میں ہوتا ہے۔

اخلاق از روئے حدیث:

احسن اخلاق کو نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی صالح اخلاق کی تربیت کو اس انداز میں بیان کیا ہے جو کہ درج ذیل احادیث میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت اور رسول اللہ ﷺ کا قرب حسن اخلاق کے ذریعے سے حاصل ہو سکتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''احبّ عباد اللہ الی اللہ احسنہم خلقاً۔''(23)

''اللہ کے بندوں میں سب سے پیارا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔''

اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں جو دعا مانگتے تھے، اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہوتا تھا۔

''واھدنی لاحسن الاخلاق لایھدی لاحسنھا الاانت واصرف عنّی سیّئاتھا لایصرف عنّی سیّئاتھا الاّ انت۔''(24)

''اور اے میرے خدا: تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر، تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے اور ان کو کوئی نہیں پھیر سکتا لیکن سوائے تیرے۔''

حضور اکرم ﷺ نے جہاں اخلاق کی اہمیت کو واضح کیا وہاں بنیادی اصول بھی مہیا فرمائے، وہ اصول جن کی بنیاد پر اخلاق کے حسن و قبیح کا فیصلہ ہو سکتا جیسا کہ آپؐ نے وابصہ بن معبدؓ کے سوال پر انہیں گناہ کی حقیقت اور معصیت کا فلسفہ بڑے سادہ اور عام فہم انداز میں سمجھا دیا ہے:

---

23 ۔ الھندی، علاؤالدین علی المتقی (س۔ن)، کنز العمال،، کتاب الاخلاق فی سنن الاقوال۔۔3:3،، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ص:70۔

24 ۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج،(،1430ھ)، الجامع الصحیح، کتاب صلوٰۃ۔۔، باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعاءٔ باللیل، دار قرطبۃ، حدیث:771، ج:2، ص514۔

"اے وابصہؓ! اپنے دل سے پوچھا کرا ور اپنے نفس سے رائے لیا کر، نیکی وہ ہے جس سے دل اور نفس میں طمانیت پیدا ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور نفس کو ادھیڑ بن میں ڈالے، اگرچہ لوگ تجھے اس کا کرنا جائز ہی کیوں نہ بتائیں۔"(25)

حسن خلق کے بارے میں نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں:

"حسنِ اخلاق یہ ہے جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو جو تجھے محروم رکھے اس کو عطا کرو جو تم پر ظلم کرے تو اسے معاف کرو۔"(26)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کچھ لوگ جو تم سے قطع تعلقی رکھے تم اس تعلق کو برقرار رکھنے میں پہل کرو اور جو کوئی تمہارے حق سے تمہیں محروم رکھے تو تم اسے اس کے حق سے محروم نہ رکھنا اور اگر کوئی تم پر بلاوجہ زیادتی کرے تو اسے معاف کر دینا۔ حسن خلق کی فضیلت کے بارے میں نبی پاک میں فرمایا:

"ان حسن الخلق ئذیب الخطیئة کما تذیب الشمس الجلید۔"(27)

"بے شک اچھے اخلاق گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔"

حدیث کی یہ عبارت ظاہر کرتی ہے بلند پایا صفات اعلی اخلاق کے لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے حوالے سے اپنی امت کی تربیت اس انداز میں کیا کرتے تھے:

"ابوعبداللہ جدلی یقول: سئالت عائشة خلق رسول اللہ ﷺ فقالت: لم یکن فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا فی الاسواق ولا یجزی باالسیئة ولکن یعفوا و یصفح۔"(28)

حضرت عبداللہ جدلیؒ بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ سے نبی پاک ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا نبی پاک ﷺ بدزبانی نہیں کرتے تھے بازار میں شور نہیں کرتے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے تھے بلکہ یہ معاف فرمادیتے تھے اور درگزر سے کام لیتے تھے۔

---

25 ۔الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن، السنن الدرامی، کتاب البیوع، باب دع مایریبک الی، حدیث 2533ء ج2ء ص320ء قدیمی کتب خانہ کراچی۔

26 ۔غزالی، ابوحامد محمد بن محمد، (1986ء)، مکاشفة القلوب (باب حسن الاخلاق)، ص:617۔

27 ۔البیہقی، احمد بن الحسین، ا(2003ء) الجامع الشعب الایمان، باب فی حسن الخلق، مکتبة الرشد ریاض، ج:2، ص:247-248، رقم:8036۔

28 ۔الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسی، (1996ء)، الجامع صحیح، باب: ماجائی حسن الخلق، دارالغرب اسلامی، ج:3، رقم:2016، ص:543-544۔

اس حدیث کی روح میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ برائی کرنے والے کے ساتھ اچھائی سے پیش آیا جائے اور درگزر کیا جائے اور بدکلامی سے کام نہ لیا جائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حسنوا اخلقکم۔"(29)

"اپنے اخلاق کو سنوارو اور لوگوں کیساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔"

اس قول مبارک میں بیان فرمایا ہے کہ اپنی عادات واطوار فطرت عملیہ کو بہتر بناؤ۔

سید المبلغین ﷺ کا فرمان ہے:

"الخیر عادۃ۔"(30)

"بہترین چیز عادت ہے"

اس حدیث میں تمام خیر کی چیزوں میں سب سے افضل اخلاق کو ٹھہرایا گیا ہے: فرمانِ مصطفی ﷺ ہے کہ:

"اعبد اللہ فی الرضاء فان لم تستطیع ففی الصبر علی ماتکرہ خیر کثیر۔"(31)

"اللہ عزوجل کی عبادت رضامندی سے کرو اگر ایسا نہ ہو سکے تو ناگوار بات پر صبر کر لینے میں زیادہ بھلائی ہے۔"

اس حدیث میں واضح طور پر بتایا گیا ہے یہ اگر کوئی ایسی بات ہو کہ جو طبیعت پہ ناگوار گزرے تو اس بات کو برے انداز میں کہنے سے بہتر ہے صبر کر لیا جائے۔

سرکارِ دوعالم رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"الحسنۃ بعشرۃ امثالها۔"(32)

"ایک حسنہ دس نیکیوں کے برابر ہے۔"

"ایک اچھی عادت کا ثواب نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔"

آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کے متعلق ایک اور ارشاد فرمایا:

---

29 ۔ الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب فی معاشرۃ الناس، ج:3، رقم:1987، ص:526-527۔

30 ۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، (1419ھ)، السنن ماجہ، کتاب السنۃ، باب: فضلا العلماء والحث علی طلب العلم، داراحیاء التراث، رقم:221، ص:249۔

31 ۔ البیہقی، باب: فی االصبر علی المصائب، فصل فی الذکر مافیلاا وجاع۔۔۔ الخ، ج:7، رقم:10000، ص:203، ۔

32 ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، (2001ء)، الصحیح البخاری، لبنان، کتاب: الصوم، باب: فصل الصوم، داراحیاء التراث العربی بیروت، ج:3،، رقم: 1905، ص:71

"عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ ان من احبکم الی و اقربکم منی مجلسایوم القیامۃ احاسنکم اخلاقکم وان بعضکم الی وابعد کم منی الثرثا رون المعترفون۔"(33)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے وہی شخص مجھے زیادہ محبوب ہیں جس کے اخلاق تم میں سے سب سے زیادہ بہتر ہونگے اور قیامت کے دن وہی میری مجلس کے قریب ہو گا اور تم میں سے وہ شخص مجھے ناپسندیدہ ہے اور وہی قیامت کے دن میری مجلس سے دور ہو گا جو زیادہ باتیں کرتا ہوں گا گلہ پھاڑ کے لمبی گفتگو کرے اور متکبر بھی ہو گا۔"

اس حدیث کی رو سے یہ معلوم ہوا ہے کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں قیامت کے دن وہ شخص ہو گا جو اخلاق میں تم سے سب سے زیادہ بہتر ہو گا اور وہ شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ دور ہو گا جو اخلاقی لحاظ سے پست ہو گا اور فضول گفتگو کرے گا اور متکبر انہ انداز اپنائے گا۔

روحانیت کا تعارف:

لفظ روح قرآن مجید میں دو معنی میں استعمال کیا گیا ہے ایک روح وہ جو جبریل علیہ السلام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور دوسرا روح وہ جو سکون، راحت، پھونک، قرار، قرب کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے یا کوئی بھی ایسا عمل جس سے روح کو سکون حاصل ہو یہیں سے لفظ روحانیت نکلا ہے۔ سورۃ الحجرات میں آیت 29 اور ص کی آیت 76 میں پھونکنے والا کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

"فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ۔"(34)

"پس جب میں اس کو درست کر چکوں اور روح پھونک دوں تو تم سجدے میں گر جانا"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب فرمارہے ہیں۔ یہی وہ روح ہے جسکی بنیاد پر انسان اور حیوان میں فرق واضح ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی جو صفت روحانی میں سے کچھ حصہ جو روح میں پھونکا گیا ہے وہ انسان کو انکے ظاہر و باطن کو یکساں کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اصل حقیقت تو روح کی اللہ رب العالمین ہی جانتا ہے مگر کچھ وجوہات ہم منطقی طور قرآن وحدیث سے اخذ کر سکتے ہیں۔

- **اولاً:** یہ کہ انسانی جسم دو عناصر کا مجموعہ ہے مٹی اور روح۔ روح کے بغیر انسانی جسم نامکمل و نکارہ ہے فرشتوں کو سجدے کا حکم اسوقت دیا جب روح پھونک دی گئی اس سے پہلے سجدہ ریزی کا حکم نہیں دیا گیا۔

---

33 ۔ جامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب: ماجاء فی معانی الاخلاق، ج:3، رقم: 2018، ص: 545۔

34 ۔ القرآن 15:29۔

- **ثانیاً:** قبل از روح اللہ رب العزت نے انسانی جسم کو کھنکھناتی ہوئی مٹی اور غلیظ گارے کی بوند سے تیار کر لیا گیا تھا مٹی مادے کی علامت کو ظاہر کرتا ہے جبکہ روح کی نسبت اللہ رب العزت نے اپنی طرف کی ہے کہ جب میں اس مٹی کے پتلے میں روح پھونک دوں تو تم سجدہ ریز ہو جانا۔
- **آخری:** بات یہ کہ روح جسم کا وہ مخصوص حصہ ہے جس سے زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اگر یہی روح جسم سے نکال لی جائے تو زندگی کا خاتمہ بھی اسی چیز پر ہوتا ہے۔

روحانیت کا مفہوم:

روحانیت کا صحیح مفہوم اسلام میں قرب الٰہی ہے یہ. اللہ تعالیٰ سے قرابت داری کی علامت جو شخص اللہ تعالیٰ کے جتنے قریب ہوتا ہے وہ اتنے ہی اعلیٰ مرتبے پر پہنچ جاتا ہے روح میں روحانیت اس قلبی فراست و بصیرت کا نام ہے جو ایمان کامل عمل کامل تقویٰ کامل کے نتیجہ میں ظاہر ہو قرب الٰہی کی حصولیت کا دارامدار قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے میں ہے اور جسمانی چیزوں کی بجائے روحانی چیزوں اور روحانی دنیا کیطرف توجہ مرکوز کرنا ہے اللہ کی معرفت کی تلاش میں مجاہدات کرتے ہوئے اخلاق حمیدہ کا اونچا مقام اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جڑ جانے کا نام روحانیت ہے روحانیت کے اس مقام پر انسان تب تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب. تک کہ محبت الٰہی حاصل نہ ہو اور محبت الٰہی تب تک لا حاصل ہو گی جب اطاعت الٰہی میں تزکیہ قلب اور تصفیہ قلب نہ ہو محبت کی کاملیت تب ہو گی جب معرفت الٰہی حاصل ہو گی محبت کی کثرت میں کاملیت جتنی کثیر ہو گی اس سے انسانی روح معرفت الٰہی پر پہنچے گا اور رضائے الٰہی کو پالے گا۔

روحانیت کا مطلب:

روحانیت کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر روح کا غلبہ ہو اور جسم روح کے تابع ہو کر چلے جسمانی اور نفسانی خواہشات کی لگام روح کے ہاتھ میں ہو۔

روحانیت کے لغوی معنیٰ مختلف لغات کی روشنی میں:

لسان العرب میں روحانیت کے مادہ کے الفاظ (ر–و–ح) کے ذیل میں یوں لکھا ہے ایسی مخلوق جنکی صرف روح ہوتی ہے اجسام نہیں جیسے فرشتے:

"الروحاني من الخلق: نحو الملائكة ممن خلق الله روحا بغير جسد، وهو من نادر معدول النسب"

خوشگوار ہوا:

"يروى بضم الراء وفتحها- كأنه نسب إلى الروح أو الروح، وهو نسيم الريح"(35)

تاج العروس میں مصنف نے روحانیت کے مادہ کے الفاظ (ر–و–ح) کی تشریح یوں بیان کی ہے

35۔ لسان العرب، ج:3، ص:463۔

خوشگوار ہوا:

"والروحانی، بالضم والفتح، كأنه نسب إلى الروح أو الروح، وهو نسيم الروح"

ایسی مخلوق جنکی صرف روح ہوتی ہے اجسام نہیں جیسے فرشتے

"ولا يقال لشيء من الخلق روحاني إلا للأرواح التي لا أجساد لها، مثل الملائكة والجن وما أشبهها؛ وأما ذوات الأجسام فلا يقال لهم"(36)

الرُوح: جان (مذکر ومؤنث)۔ کہا جاتا ہے "ھو خفیف الروح"یعنی وہ لطیف و پاکیزہ ہے۔ وحی۔ حکمِ خداوندی۔ امر الٰہی۔ قرآن۔ پیغامِ خداوندی۔ جبرائیل

"الرُوح الاعظم: اللہ تعالیٰ

روح القدس: عیسائیوں کے نزدیک اقانیمِ ثلاثہ کا تیسرا اقنوم

الروح الامین: حضرت جبرائیل۔"(37)

نسبت کیلئے (روحانی) ج ارواح اور متقدمین حکماء کے نزدیک معدنیات کی ایک قسم۔ جیسے پارہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ نیز دواؤں کے ست و جواہر پر بولا جاتا ہے۔ المعجم میں روحانیت کا معنی مندرجہ ذیل ہے:

"الرُوح: نفسِ انسانی کی بقا کا ذریعہ، روح جان (مذکر، مؤنث)

- سانس
- جان (ج) ارواح
- قرآن
- وحی
- علم فلسفہ میں وہ چیز جو مادہ کے مقابل ہو
- علم کیمیاء میں کسی مادی شے کا وہ حصہ جو اس کی صفائی کے بعد اڑ جانے والا ہو

الروحانی: ہر وہ چیز جس میں روح ہو

---

[36] ۔ تاج العروس، ج:6، ص:412۔

[37] ۔ المنجد، ص:320۔

الروحیة: مقابل مادیت، مادہ پر روح کی برتری و بالادستی ثابت کرنے کا فلسفہ جس کی روشنی میں کائنات اور سلوک و معرفت کی تشریح کی جاتی ہے۔"(38)

فیروز اللغات میں مصنف نے معنی لکھا ہے:

1. رُوح: جان۔ جیو۔ آتما
2. ست۔ جوہر
3. دل
4. اندرونی خواہش۔ نیت روحانی: روح سے متعلق۔ پاک۔ صاف۔ مقدس

روحانیت: روحی قوت یا خاصیت"(39)

فرہنگ آصفیہ میں مصنف نے معنی کو اس انداز میں تحریر کیا ہے

"رُوح: جان۔ جیو۔ آتما۔ پران

خدا تعالیٰ۔ امر الٰہی

اطباء کی اصطلاح میں وہ لطیف بھاپ جو دل میں پیدا ہو کر باعثِ حیات و حس و حرکت ہوتی ہے

1. ست۔ لب لباب۔ عطر۔ خلاصہ۔ جوہر
2. دل۔ قلب۔ من
3. اندرونی خواہش۔ نیت

روحانی: روح سے نسبت رکھنے والی۔ غیر جسمانی۔ غیر فانی۔ اندرونی۔ صاف۔ مقدس۔ منزہ جیسے روحانی خوشی"(40)

مندرجہ بالا اللغات میں جتنے بھی روح کے معنی کا تذکرہ کیا گیا وہ یہ معنی و مفہوم ہیں جن پر اہل لغات کا اتفاق ہے جیسے: جان، غیر فانی۔

روحانیت کے اصطلاحی معانی:

روح و جسم کا مادہ انسان عبادت ریاضت و مجاہدے کے ذریعے نفسانی خواہشات کو ترک کر کے طہارت و پاکیزگی کے اس مقام پر پہنچ جائے جہاں اللہ تعالیٰ کے نور سے اسکا ظاہر و باطن یکجا ہو کر یکساں منور ہو جائے بطور اشرف المخلوقات انسان دیگر مخلوقات

---

38 ۔ المعجم، ص:472 ۔

39 ۔ فیروز اللغات، ص:726 ۔

40 ۔ دہلوی، سید احمد، (1908ء) فرہنگِ آصفیہ رفاہِ عام پریس، ج2، ص:381 ۔

بشمول حشرات الاض ملائکہ جنات سے افضل ترین مخلوق انسان ہے لیکن روحانیت کی یہ اصطلاح خاص کر ان لوگوں کیلئے ہے جو کہ عشقِ حقیقی کی خوشنودی کے حصول کی خاطر تمام تر دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتے ہیں بلکل سادہ لباس سادہ انداز میں ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اپنی زندگی کا مرکز محور صرف رضائے الہی کو بنا لیتے ہیں ایسے لوگ ولی اللہ کہلاتے ہیں۔ مولانا شاہ حکیم اخترؒ نے اپنے وعظ "یا ارحم الراحمین جل جلالہ مولائے رحمۃ اللعالمین ﷺ" میں روحانیت کی اصطلاحی معنی اسطرح بیان کی ہے:

"روحانیت کے معنیٰ کیا ہیں کہ پورا جسم روح کے تابع ہو، روح کا غلبہ ہو، جسم اور نفس کے گھوڑے کی لگام روح کے پنجے میں ہو تب سمجھو کہ اب اس کو روحانیت عطا ہو گئی"(41)

روحانیت از روئے قرآن:

قرآن کا موضوع حقیقتاً انسان ہے انسان کا تزکیۂ نفس یعنی ایسی شخصیت پیدا کرنا جو کہ جنت اعلی کی شہریت کے حامل بن سکے قرآن مجید کا مرکز و محوری خیال صرف انسان ہی نہیں بلکہ انسان کی فلاح و بہبود اور دنیا اور آخرت کو سنوارنا بھی ہے اگر ہم قرآن مجید سے اخذ کردہ تین پہلوؤں کی طرف نظر ڈالیں تو حیرت انگیز تین پہلوؤں کے ذریعے واضح تدبیر پیش کرتا ہے سب سے پہلے پہلو معرفت نفس، پھر معرفتِ الہی، پھر تعمیرِ شخصیت۔

1۔ معرفت نفس:

معرفت نفس کو جاننا یعنی قرآن مجید کا جب بھی مطالعہ کریں تو آدم وابلیس. جالوت و طالوت فرعون و موسیٰ، ابراہیم و نمرود، لوط قوم لوط، صاحب الحوت، محمد ﷺ اور ابو لہب اور انکے علاوہ بھی دیگر مضامین میں بھی انسانیت کا مطالعہ کریں جگہ جگہ تو اچھے برے میں تمیز فرق بتاتا ہے خصائص بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس خصائص کے لوگ کامل ترین محبوب ہیں اور کس خصائص کے لوگ ناپسندیدہ ہیں اور کس طرح تعصب حق کو ماننے سے گریز کرتا ہے کیسے حسد دشمنی پر مجبور کرتا ہے اور کس طرح مذہبی پیشوائیت مادی مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور کس طرح تکبر انسان کی پستی کا باعث بنتا ہے دوسری طرف حق پرست انسانوں کے بارے میں مطالعہ کرتے ہوئے انسانی شخصیت کے یہ پہلو بھی سامنے آتے ہیں کہ کسطرح انسان اپنی شخصیت کی کمزوریوں پر قابو پا کر رضائے الہی کے حصول کے لئے قربانیاں دیتے ہیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہوتے ہیں۔

2۔ معرفت الہی :

قرآن مجید اور روحانیت کا دوسرا پہلو جو بیان کیا گیا ہے وہ نہایت ہی خوبصورت اسلوب میں بیان کیا گیا ہے خدا اور بندے کے مابین تعلقات یعنی معرفت الہی کو علمی اور فلسفیانہ سطح پر واضح کرتا ہے وہ بتاتا ہے۔ علم و حکمت کا مالک، اور وہی طاقت کا ذریعہ ہے رحمان ورحیم، وہ رب ہر چیز پر قادر ہے، وہ بخشنے والا ارحم فرمانیوالا ہے اور وہی زندہ ہے قائم ہے۔ جیسا کہ سورۃ اخلاص میں موجود ہے کہ:

---

41 ۔ شاہ، حکیم اخترؒ،(2002ء) یا ارحم الراحمین جل جلالہ مولائے رحمۃ اللعالمین ﷺ، کراچی، کتب خانہ مظہری، ص:9 ۔

''قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ''(42)

''اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ ہی کسی کا بیٹا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں''

قرآن مجید خدا کی صفات کی صورت میں خوبصورت تعارف پیش کر رہتا ہے کہ اسکو سمجھا تو جاسکتا ہے لیکن اس میں اضافہ یا کمی پیشی نہیں کی جاسکتی اور نا ہی رب کی حدود میں دخل اندازی کی جاسکتی ہے

3۔ تعمیر شخصیت:

لہذا شخصیت کی صحیح تعمیری نشو نما کے لیے قرآن پاک نماز عبادات روزہ حج زکوۃ حسن اخلاق۔ نسل کی پروان کیلئے معاشرے میں نکاح کو پسندیدہ عمل قرار دیتا ہے اور نئی آنے والی نسلوں کو نکاح کی بنیاد پر معاشرے میں تکریم و تقدس عطا کرتا ہے۔ معیشت کی بنیادوں کو ظلم وعدوات سے پاک کرتا ہے اور اخلاقیات میں اصل اصول خیر خواہی کو قرار دیتا ہے اور شرعی احکام کا حکم دیتا ہے اور غیر شرعی کاموں سے روکتا ہے قرآن حمید روحانیت کے تین پہلوؤں جامع انداز میں اجاگر کرتے ہوئے اصولی ہدایات دیتا ہے جسکی روشنی میں کوئی بھی انسان اپنے لائحہ عمل طے کر کے اخلاقی وروحانی تربیت حاصل کر کے باکردار انسان بن سکتا ہے۔

روحانیت از روئے حدیث:

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہر وہ فعل جو کیا جاتا ہے وہ کسی خاص مقصد کیلئے کیا جاتا ہے۔ روٹی اس لیے کھائی جاتی ہے کہ بھوک ختم ہو اگر انسان پہلے ہی سے شکم سیر ہو اسے روٹی کی حاجت نہیں ہوتی، دوا کا استعمال اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ انسان جلد از جلد شفایاب ہو، اگر وہ پہلے ہی سے صحت یاب ہو تو اسے دوا کی ضرورت نہیں اسی طرح روحانیت کے حصول میں صوفیاء کرام کی ریاضت و مشقت کی غرض بھی یہ ہوتی ہے کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن ہو اگر انسان پہلے ہی نفس کو آلودگی سے بچاکر اور باطنی آلائشوں سے ابتر ہو کر تزکیہ و تصفیہ کے انتہائے کمال پر انسان پہنچا ہو تو اسے باقاعدہ مجاہدات کی ضرورت نہیں ہوتی جب رسول ﷺ اللہ کا روحانی مقام اولیاء اللہ کے روحانی مقام سے بہت اونچا تھا تو آپ کو پھر صوفیاء کرام کے مجاہدات کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ لیکن چونکہ حضور ﷺ کو امت کیلئے ہر پسندیدہ حکم کا عملی نمونہ پیش کرنا تھا اس لیے آپ نے سلوک و تصوف کے اصول وضع فرمائے۔ ہر نبی و رسول نے اپنے اپنے دور میں اخلاق انسانی کے اعلیٰ معیارات قائم کر کے انسانیت کے لئے روشنی کا سامان مہیا کیا۔ انسانی افراد اور معاشروں پر بے شمار لوگ اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان کی اثر پذیری کی وجہ سے اوصاف و اعمال کے لاتعداد نمونے تشکیل پاتے رہتے ہیں لیکن جو حیثیت انبیاء کو حاصل ہے وہ کسی اور کو میسر نہ آسکی۔ انبیاء کی پیروی میں اللہ کے صالح بندوں نے تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب کا سلسلہ جاری رکھا جس سے خلق خدا کو بہت فائدہ پہنچا اور جن لوگوں نے ان صلحاء کا دامن تھامے رکھا وہ معاشرے میں امن وامان اور سکون کے نمونہ رہے اور آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں عملاً ان کو نافذ بھی فرما کر عملی نمونہ پیش کر دیا انہیں اصولوں کو

---

42 ۔ القرآن 112:1۔4۔

صوفیاء کرام نے اپنا معمول بنایا اور روحانیت کے اس مقام پر پہنچ گئے یہاں چند صوفیاء کرام کے روحانی معمولات کا جائزہ سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

''ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد''(43)

''پھر حضور ﷺ کو عزلت نشینی محبوب ہوگئی اور آپ غارِ حرا میں گوشہ نشین ہو کر تحنث (ایک قسم کی عبادت) کیا کرتے تھے یہاں آپ متعدد راتیں عبادت میں مصروف رہتے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔

''قالت کان یاتی علی آل محمد الشھر مایری فی بیت من بیوتہ الدخان''(44)

''فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ پر ایک ایک مہینہ ایسا گزر جاتا کہ ان کے گھر میں دھواں تک نظر نہ آتا۔''

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

''عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر''(45)

''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

''عن عائشۃ قالت ما شبع رسول اللہ ﷺ ثلاثۃ ایام تباعا من خبز بر حتی مضی لسبیہ''(46)

''حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی متواتر تین دن سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی حتی کہ آپ اللہ کے پاس چلے گئے۔''

''حدثنا یحیی بن یحیی اخبرنا داود بن عبد الرحمن المکی العطار عن منصور عن امہ عن عائشۃ وحدثنا سعید بن منصور حدثنا داود بن عبد الرحمن الحجبیتی عن امہ صفیۃ عن عائشۃ قالت توفی رسولُ اللہ ﷺ حینَ شبع الناس من الاسود دین التمر والماءِ۔''(47)

---

43 ۔ بخاری، الصحیح، باب قول اللہ تعالیٰ واطیعوا اللہ۔۔۔، ج:7، رقم:3076، ص:369 ۔

44 ۔ ابن ماجہ، ج:5، رقم:4145، ص:369 ۔

45 ۔ الصحیح المسلم، کتاب الزہد والرقائق، ج:6، رقم:4941، ص:503، ۔

46 ۔ سعیدی، غلام رسول، 2013ء، نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری، لاہور، فرید بک سٹال، ص:846۔

47 ۔ الصحیح المسلم، کتاب الزھد والرقائق، ج:6 رقم 3091، ص:388 ۔

”حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور صحابہ اس وقت تک پانی اور کھجور سے ہی سیر ہوتے تھے۔“

”حدثنا محمد بن یحیی حدثنا عمرو بن ابی سلمة عن صدقة بن عبد الله عن ابراهیم بن مرة عن ایوب بن سلیمان عن ابی امامة عن رسول الله ﷺ قال ان اغبط الناس عندی مومن خفیف اتخاذ ذوحظ من صلاة غامض فی الناس کا یوبه نه کان رزقه کفافا وصبر علیه عجلت منیته وقل تراثه وقلت بواکیه۔“(48)

”ابو امامہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ جس پر لوگوں کو رشک کرنا چاہیے میرے نزدیک وہ مومن ہے جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی دنیا کے بہت جھگڑے لین دین مال متاع نہ رکھتا ہو) اور نماز میں اس کو راحت ملتی ہو (یعنی اسکو عبادت میں مزہ حاصل ہوتا ہو اور نماز میں دل لگتا ہو) پوشیدہ ہو لوگوں میں (لوگ اس کو عابد زاہد نہ جانتے ہوں بلکہ ایک معمولی آدمی سمجھتے ہوں لوگوں کے سامنے صرف فرض پڑھ لیتا ہو لیکن محض اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوں (اسکو حقیر جان کر کوئی تعظیم اور تکریم اور خاطر داری نہ کرتا ہو) اس کا رزق بمشکل زندگی بسر کرنے کے مطابق ہو۔ اس کی موت جلدی واقع ہو جائے اس کا مال وارثت کم ہو اور اس پر رونے والے تھوڑے ہوں۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نفس کو قابو میں کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اسے لالچی بنائے تو وہ لالچی بن جاتا ہے اور اگر قناعت پسندی کا عادی بنایا جائے تو قانع ہو جاتا ہے۔ کچھ بزرگوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ہر رات غذا کو کم کھایا کرتے تھے یہاں تک کہ آہستہ آہستہ کم کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ نفس کو کمترین خوراک کا عادی بناتے۔ بعض صالح لوگ صوفیاء کرام کی خوراک کا اندازہ انکے چھواروں کی گٹھلیوں سے لگاتے تھے اور ہر رات خوراک میں سے ایک گٹھلی کم کر دیتے بعض افراد تر و تازہ لکڑی سے اندازہ لگاتے اور ہر رات لکڑی کے خشک ہونے کے مطابق خوراک میں کمی کر دیتے۔ ایک بزرگ زاہد خلیفہ نے بھوکا رہنے کا انتہائی درجہ حاصل کیا تھا وہ ہر مہینے میں صرف ایک بادام کھاتے تھے۔ ابتداء میں وہ لکڑی کے خشک ہونے کے مطابق خوراک کم کرتے رہے، پھر بھوکے رہنے لگے یہاں تک کہ ایک مہینے میں صرف ایک بادام کھاتے۔

محبت الٰہی:

محبت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور بندہ کھیل کود میں مشغول رہنے والا ہے اپنی کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ محبت الٰہی صرف اطاعت اللہ و اتباع الرسول ﷺ کو نصیب ہوا کرتی ہے جن میں باشمول متقی، مؤمن، خوفِ الٰہی والے

48 ۔ جامع ترمذی، کتاب الزہد عن الرسول اللہ، باب: ماجاء فی الکفاف والصبر الیہ، ج:4، رقم:2348، ص:168 ۔

لوگ ہیں نفس کی پاکیزگی سے قرب الٰہی کا حصول ہوتا ہے اور جو انسان اپنے نفس کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور وہ اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے تابع کر لیتا ہے۔ تم شب بیداری کا التزام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا راستہ ہے اور اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور انسان گناہوں سے رُکتا ہے بیزاری اور بیماری زائل ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی والدہ فرماتی تھیں اے بیٹے! تورات کو نہ سویا کر کیونکہ جو رات کو سوتا ہے وہ قیامت کے دن نیکیوں سے خالی ہاتھ آئے گا۔ جیسا کہ قرآن وحدیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

محبتِ الٰہی از روئے قرآن:

آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" (49)

"اور جو لوگ مومن ہیں، وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔"

محبتِ الٰہی از روئے حدیث:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من أحب لله وأبغض لله وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الإيمان" (50)

"جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھے اور اللہ ہی کے لیے دے اور کسی کو کچھ دینے سے اللہ ہی کے لیے ہاتھ روکے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔"

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے اس شخص نے اپنا ایمان کامل کر لیا جس نے کسی شخص سے اللہ رب العزت کیلیے محبت رکھی اور اللہ رب العزت کیلیے ہی بغض رکھا مطلب یہ ہے کہ اسکے برے کاموں میں اسکا ساتھ نہ دیا)۔ اور صوفیاء عظام اسی محبت کو اپنے دل میں اور اپنے مریدین کے دل میں پیدا کرنے کے لیے مجاہدے اور ریاضت کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و محبت:

حضور ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ رب العزت پر ایمان لانے کے بعد اللہ پاک نے ایمان کی تکمیل نبی پاک ﷺ کو ٹھہرا دیا۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے ایمان کامل نہ ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و محبت اور اُن کے اسوۃ حسنہ کی پیروی کے بغیر معرفت الٰہی اور نجات کا حصول ناممکن ہے، ایک مومن کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کا معیار اور اطاعت

---

[49] ۔القرآن 165:2

[50] ۔الخطیب، محمد بن عبداللہ، (2010ء)، مشکوٰۃ المصابیح، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص:14۔

الرسول کا پیمانہ کیا ہونا چاہیے؟ اس امر کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور حضور ﷺ نے خود اپنے ارشادات عالیہ کی روشنی میں واضح فرما دیا ہے۔

اطاعت و محبت از روئے قرآن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"(51)

"اے پیغمبر ﷺ آپ ان کو بتا دیجیے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، نتیجے میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔"

اس لیے کہ اللہ کے رسول ا کی اطاعت خود خدا کی اطاعت ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ"(52)

"جس شخص نے خدا کے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔"

کیونکہ رسول اکرم ﷺ جو کچھ بولتے ہیں، وہ وحی الٰہی ہی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

"مَا أٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"(53)

"جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رُک جاؤ"

ارشادات قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا ایمان کامل اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک رسول اللہ ﷺ کیساتھ ہر چیز سے زیادہ محبت نہ ہو جائے اور اپنی ساری خواہشات رسول اللہ کے فرمان کے تباع نہ بنا لے۔

اطاعت و محبت از روئے حدیث:

چنانچہ آپ ا کا ارشاد گرامی ہے:

"لایؤمن أحدکم حتیٰ أکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین"(54)

"تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔"

---

51 ۔ القرآن 31:3 ۔

52 ۔ القرآن 180:4۔

53 ۔ القرآن 7:59 ۔

54 ۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، ج:1، رقم:14، ص:198۔

یعنی والدین، میاں، بیوی، اولاد، بہن، بھائی، دوست احباب، عزیز و اقارب، خونی رشتے، خاندان، اور دنیا کی کسی بھی شے کی محبت جو انسان کے دل کو محبت سے مزین کرے، وہ چیز مرغوب و محبوب ہو جس کی طلب، سے رغبت اور محبت کی طرف انسان مائل ہو اور جھکاؤ ہوتا ہو، ان سارے میلانات اور رجحانات کی رغبت سے بڑھ کر حضور ﷺ سے محبت کرنا ایمان ہے گویا جب تک کسی مسلمان کے دل میں کائنات اور عالم خلق کی ساری محبتوں سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی محبت نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس جانچ پڑتال اور جائزہ کا نام ہے تزکیہ نفس کے لیے تین چیزوں پر قابو پانا اشد ضروری ہے۔ حُب دنیا، حُب شھوت، حُبِ انا، ان خامیوں کہ خاتمے کا نام تزکیہ نفس ہے۔ قلتِ طعام، قلتِ منام، قلتِ کلام، قلتِ صحبت یہ بھی تزکیہ نفس کے تحت آتا ہے۔ نفس کے اندر جو یہ خامی ہے اسکے اندر دنیا کی محبت موجود ہے دنیا کی محبت جب افراط کیطرف مائل ہو جائے یا اس میں حرص ولالچ آجائے تو تصوف کا یہ روحانی عمل حب دنیا افراط حرص ولالچ کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انسانی جسمانی فطرت میں شھوت کے نظام کے اندر بعض اوقات زیادتی و افراط ہو جاتی ہے تصوف تزکیہ نفس کی شکل میں اسکا علاج بھی فراہم کرتا ہے۔ انا کو ختم کرنا اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ بندہ اپنے اوپر کوئی عذر نہیں آنے دیتا اگرچہ وہ قصور آور ہو بھی تو تنقید کے سوال کو ناپسند کرتا ہے۔

تزکیہ نفس از روئے قرآن:

”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ“(55)

”اے ہمارے پروردگار! میری اولاد میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیج، جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے اندر کا تزکیہ کرے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہے کہ کسی نبی کی بعثت، تلاوتِ آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کا اصل مقصد لوگوں کے اندر تزکیہ پیدا کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“(56)

”اللہ تعالیٰ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان میں سے ایک رسول بھیجا، جو اُنہیں خدائی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔“

---

[55] ۔ القرآن 2:129۔

[56] ۔۔۔ القرآن 2:29۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو خدائی آیات سنائیں، ان کا تزکیہ کریں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیں۔ لیکن غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ ہی تھا، کیونکہ تلاوتِ آیات و تعلیمِ کتاب و حکمت کا اصل مقصد تو تزکیہ ہی ہے، کیونکہ اگر تعلیم سے تزکیۂ قلب و تطہیر نفس حاصل نہ ہو تو تعلیم و تعلم، درس و تدریس سب فضول ہے، جیسا کے بھٹائی صاحبؒ کے مذکورہ شعر سے واضح ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشادِ باری ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا"(57)

"بے شک وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ ناکام و نامراد ہوگیا جس نے اپنے نفس کو مٹی آلود کر دیا۔"

ارکانِ اربعہ کا اصل مقصد تزکیہ و تطہیرِ قلب ہی ہے، جس کا صوفیاء کرام درس دیتے ہیں اگر اسلام کے بنیادی ارکانِ (نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج) پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن و سنت نے ان کا مقصد ہی تزکیہ نفس و تطہیرِ قلب بتایا ہے۔

"إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ"(58)

"بے شک نماز بے حیائی اور برے اعمال سے روکتی ہے۔"

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"من لم تنهه صلوٰته عن الفحشاء و المنكر فلا صلوٰة له"(59)

"جس کی نماز اُسے بے حیائی اور برے عمل سے نہ روکے، اس کی نماز 'نماز ہی نہیں۔"

روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"(60)

"تم پر روزے اس لیے فرض کیے گئے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

زکوۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا"(61)

"ان کے اموال سے صدقہ وصول کرو جس کے ذریعے ان کے اندر کی تطہیر اور تزکیہ ہو سکے"

---

57 ۔ القرآن 10:91، 9۔

58 ۔ القرآن 45:29

59 ۔ مودودی، ابن ابی حاتم، سید ابوالاعلیٰ، (2007ء)، تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، طبع:44، ج:۳، ص 707۔

60 ۔ القرآن 183:2۔

61 ۔ القرآن 103:10۔

آپ ﷺ نے زکوٰۃ وصدقات کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا:

''واتقوا الشح فإن الشح أهلك من كان قبلكم، حملهم على أن سفكوا دمائهم واستحلوا محارمهم''(62)۔

"(زکوٰۃ وصدقات دیا کرو) اور نفس کی کنجوسی و بخل سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ بخل و کنجوسی (نفس کا ایسا رذیل خلق ہے جس) نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر ڈالا، جس کے سبب انہوں نے خونریزیاں کیں اور حرام چیزوں کو حلال گردانا۔"

اس سے صاف ظاہر ہے زکوٰۃ، صدقات وانفاق فی سبیل اللہ کا اصل مقصد انسان کے اندر کا تزکیہ ہے۔

حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ''(63)

"جو شخص حج کے مہینوں میں حج کی نیت کرے، اُسے چاہیے کہ (عورتوں سے) چھیڑ چھاڑ نہ کرے، نافرمانی اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔"

''وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى''(64)

"سفر کا سامان اپنے ساتھ لے کر نکلو، کیونکہ بہترین توشہ تقویٰ ہے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته أمه''(65)

"جس نے خدا کی رضا کے لیے حج کیا اور اس میں اپنے آپ کو گناہ اور نافرمانی سے بچایا، وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر لوٹا جیسے گویا اس کی ماں نے آج اُسے جنم دیا ہے۔"

تزکیہ نفس از روئے حدیث:

آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[62] ۔ صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، با: تحریم الظلم، ج:6 رقم:2661، ص:442

[63] ۔ القرآن 2:197۔

[64] ۔ القرآن 2:197۔

[65] ۔ کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم:1534، ج:2ء ص:376 ۔

''من لم يدَعْ قولَ الزور والعمل به فليس لله حاجة بأن يدَعَ طعامَهُ وشرابَهُ''(66)

''جس نے برے قول اور برے عمل کو نہ چھوڑا، اُس کے بھوکے پیاسے رہنے کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں۔''

صبر و تحمل:

کسی بات پر قائم رہنا، شکایت نہ کرنا آزمائش کے وقت بے سکون اور مضطرب نہ ہونا اور وقت فقر میں کشائش کا انتظار کرنا ہے۔اصطلاح میں ہر پریشانی میں ثابت قدم رہنا اور دل کی مضبوطی کے ساتھ پریشانیوں پر قابو پانا صبر ہے۔ صبر کے لغوی معنی ہیں۔''بہادری سے برداشت کرنا" کے ہیں۔''(67)

صبر ازروئے قرآن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''(68)

''اور ہم ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا ضرور ان کا اجر عطا فرمائیں گے۔''

اس آیت مبارکہ میں اس بات کا ذکر ہے کہ جن لوگوں نے مشکل وقت میں صبر کیا ہے اللہ تعالیٰ انکو صبر کا پھل ضرور عطا کریگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ''(69)

''توبلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ''

احادیث نبویہ میں بھی صبر کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے: حضرت امام بخاری رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں حدیث قدسی میں آتا ہے:

''قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ''(70)

---

66 ۔: جامع ترمذی، ج:2، رقم:707، ص:80۔

67 ۔المنجد (عربی، اردو)، ص:554 ۔

68 ۔القرآن 96:14۔

69 ۔القرآن 2،153 ۔

70 ۔، صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، حدیث نمبر:3116، ج7، ص:405 ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کا بھی عجب حال ہے اس کا ثواب کہیں نہیں گیا۔ یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہے اگر اس کو خوشی حاصل ہوئی تو وہ شکر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچا تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔"

مزید فرمایا صبر کو ایمان سے وہ نسبت حاصل ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے جس طرح بغیر بدن کے سر نہیں ہوتا اسی طرح جس انسان میں صبر نہ ہو اسکا ایمان بھی نہیں ہوتا۔ صبر کبھی نفس فعل اور اسکے احتمال پر اور کبھی بدلے پر ہوتا ہے اور اس میں ایمان کا کمال ہے۔ مصیبت میں خندہ پیشانی، صبر واستقامت سے کام لیں اور تسلی اور اطمینان کے ساتھ شریعت پر قائم رہے اور شکوۃ و شکایت سے بچے قرآن حکیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی، حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند یوسف علیہ السلام سے فراقت اور ابتلاء میں حضرت ایوب علیہ السلام کی پامردی واستقلال کے تفصیلی تذکرہ صبر کے عظیم نمونے اور صابروں کیلئے کامرانیاں ہیں اور اللہ کریم نے اپنی کتاب میں اہل ایمان کو صبر کا حکم دیا ہے۔

زہد:

جو شخص دنیا کی فضولیات کو چھوڑ دے اور آخرت کو ترجیح دے تو وہ شخص دنیا میں زاہد ہے اور زہد اختیار کرنے والے کا درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے علاوہ ہر چیز حتی کہ آخرت سے بھی اعراض کرے یہی زہد ہے۔ زہد کے لغوی معنی ہیں۔ "پاکیزگی، پارسائی" وغیرہ کے ہیں(71)

زہد از روئے قرآن:

زہد کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِيالآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ"(72)

"جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں مزید اضافہ فرمادیے ہیں اور جو شخص دنیا کی طلب ہوتا ہے (تو) ہم اس کو اس میں سے کچھ عطا کر دیتے ہیں، پھر اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں رہتا۔"

زہد از روئے حدیث:

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم نے زہد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

71۔ فیروز اللغات (فارسی، اردو)، ص: 513۔

72۔ القرآن 20:42۔

"مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ مَا كُتِبَ لَهُ وَمَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ"(73)

"جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اسے دنیا ہی کی فکر ہو اللہ عزوجل اس کے کام منتشر کر دیتا ہے اور اسکا سامان متفرق کر دیتا ہے اسکی تنگدستی اسکے سامنے کر دیتا ہے اور دنیا تو اسی قدر آئے گی جو اسکی تقدیر میں لکھی ہے اور جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کو آخرت کی فکر ہو اللہ عزوجل اس کے کام درست فرما دیتا ہے اسکے سامان کی حفاظت فرماتا اور اس دل میں دنیا سے بے رغبتی ڈال دیتا ہے نیز اسکے پاس دنیا ذلیل ہو کہ آتی ہے۔"

مندرجہ بالا وضاحت سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اگر بندہ دنیا میں رہے تو وہ اپنے دل میں اللہ کو یاد کرے اور دنیا اسکے دل کے میں نہ رہے یعنی دنیاوی تمام خواہشات کو رد کر دے فقط اپنے رب کی یاد میں محو رہے۔

خشیت الٰہی:

خشیت الٰہی سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اور دل اللہ کا خوف محسوس کرتا ہے کہ جب انسان کا دل نفسانی خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ خشیت الٰہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور وہ دل کبھی بھی اللہ کہ خوف سے غفلت میں نہیں رہتا۔ اُمید اور خوف دو لگام ہیں جن کے ذریعے ایسے شخص کو قابو کیا جاسکتا ہے جس کے قلب میں جمال حق ظاہر نہ ہو اور جس نے دل سے اس کے جمال حق کا مشاہدہ کر لیا خوف ورجاء سے بالاتر ہو گیا۔ سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین ان کا دل خشیت الٰہی سے بیزار رہتا تھا اور اکثر آپ خوف الٰہی سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ خشیت از روئے قرآن: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ"(74)

"اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں زبردست دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔"

خشیت الٰہی از روئے حدیث:

آقا کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

"إِنِّي لأَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً"(75)

"مجھے تمہاری نسبت اللہ عزوجل کا زیادہ علم ہے اور تم سے زیادہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں۔"

---

73 ۔ ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الھم بالدنیا، الحدیث:4105، ج:5، ص:227۔

74 ۔ القرآن 13:39

75 ۔ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من لم یواجہ الناس۔۔ الخ، الحدیث:6105، ج8، ص:73

صوفیاء کرام نے اپنے مریدین اور عوام الناس کی تربیت کے لئے خشیت الٰہی پر بہت زور دیا اور اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہنے کی تلقین فرمائی اور مخلوقِ خدا کا خوف دل سے نکالنے کی ترغیب دی ہے۔

خدمت خلق:

صوفیاء کرام کا اصل مسلک اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق سے محبت اور دوستی کا ہے۔ وہ مخلوقِ خدا سے محبت اور دوستی اسی بنا پر ہی کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی پوشیدہ ہے۔ انبیاء کرام کا بھی یہی منہج تھا اور قرآن مجید نے بھی اسی مسلک کا درس دیا ہے۔ ابراہیمی ادیان مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت اور خیر کا پرچار کرتی رہی ہیں۔ صوفیاء کرام کی انسان دوستی کے پیچھے یہی نمونے موجود ہیں۔ صوفیاء کرام کے نزدیک یہ بہت بعید ہے کہ ایک انسان مخلوقِ خدا سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کے دربار تک رسائی حاصل کر سکے۔ صوفیاء کرام نے اپنے کردار سے اللہ تعالیٰ کے بندوں سے بھلائی اور خیر کے سلوک کا درس دیا ہے۔

خدمت خلق ازروئے قرآن:

"لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآىِٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (76)

"سارا کمال اسی میں نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق کی جانب کرو یا مغرب کی جانب لیکن اصلی کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب سماویہ پر اور پیغمبروں پر اور وہ شخص مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں اپنے حاجتمند رشتہ داروں کو اور نادار یتیموں کو اور دوسرے غریب محتاجوں کو بھی اور بے خرچ مسافروں کو اور لاچاری میں سوال کرنے والوں کو اور قیدی اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں بھی مال خرچ کرتا ہو۔"

خدمت خلق ازروئے حدیث:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ" (77)

[76] ۔ القرآن 2:177 ۔

[77] ۔ صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، ج:4، رقم:3483، ص:468۔

”حضرت ابوہریرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ " جس نے کسی مسلمان کی دنیا کی کوئی بے چینی دور کی تو اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی بڑی بے چینی دور فرمائیں گے اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیاو آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے، اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔“